شینا زبان کا ارتقا

زبانوں کی علاقائی اور مشابہتی درجہ بندی کے برعکس زبانوں کا وراثتی تعلق لسانی درجہ بندی کے لیے اب بھی ایک بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ وراثتی تعلق کا مطلب کوئی دو زبانیں بولنے والے گروہوں کا حیاتیاتی رشتہ نہیں ہے بلکہ دنیا کی مختلف زبانوں کو ان کے مشترک اجداد کی بنا پر مختلف گروہوں یا خاندانوں میں تقسیم کیا گیاہے۔ کسی زبان کی ابتدا کو Stanford model میں بعض اوقات پروٹو لینگویج یا ابتدائی زبان سے موسوم کیا جاتا ہے۔

چنانچہ Sociolinguistic survey of Northern Pakistan Volume 2, 1992 از Peter C. Backstrom اور Carla F.Radloff میں The Dialects of Shina کے عنوان کے تحت شینا زبان کا لسانی جد Proto Classic Aryan ہے۔ ابتدائی کلاسیکی آریائی زبان کے بعد ہندیورپی زبانوں کا درجہ آتا ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو ہند ایرانی زبانوں کا بڑا خاندان ایرانی، نورستانی اور ہند آریائی زبانوں کے مزید خاندانوں میں بٹ جاتاہے۔ اس لحاظ سے آریائی زبانوں کے دو بڑے گروہ بنائے گئے ہیں ایک گروہ شمال مغربی اور دوسرا گروہ وسطی کہلاتا ہے اور شینا کا تعلق زبانوں کے ہند شمالی مغربی گروہ کے تحتی درد خاندان سے ہے پانینی، رگ ویدا اور رامائن کو اگر ہم معتبر source قرار دیں تو اس کی قدامت کا اندازہ 600-1500 قبل مسیح بنتاہے ۔ اس گروہ میں تقریباً 13 زبانیں بولنے والے گروہ شامل ہیں۔

زبانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ شینا کی ابتدا وسط ایشیا میں کاکیشیا کے میدانوں اور وادیوں میں ہوئی۔ شینا بولنے والے تاریخ کے مختلف ادوار میں نقل مکانی کرتے رہے ہیں اور اس نقل مکانی کی تاریخ Records on Karakoram Highway, اور History of Northern Areas, از ڈاکٹر احمد حسن دانی کی وساطت سے تین مفروضے قائم کئے جاتے ہیں:

میں اس مقالہ میں ان تینوں مفروضوں میں سے زیادہ قرین قیاس مفروض پہ بحث کرنا چاہتا ہوں۔ ایک زیادہ قرین قیاس مفروضہ یہ بتاتا ہے کہ شینا بولنے والے کاکیشیا کی وادیوں سے اٹھ کر براستہ جہلم کشمیر کی وادی میں وارد ہوئے ہوں اور طویل مدت وادئ کشمیر میں رہے ہوں۔ کشمیر کی مضافاتی وادیوں گریس، دراس، کارگل اور لداخ میں شینا بولنے والوں کی موجودگی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ شینا بولنے والے کشمیر کی وادی میں رہے ہوں گے۔ "راج ترنگنی" سے اس موجودگی کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

آثار اس بات کے شاہد ہیں کہ شاید کسی دوسرے گروہ کی نقل مکانی کی وجہ سے شینا بولنے والوں کو راست شمال کی طرف دھکیل دیا گیا ہو اور وہ وادی سے نکل کر موجودہ شینا بولنے والی وادیوں میں پھیل گئے ہوں۔ پھر بوجوہ ان وادیوں سے نکل کر شمالی علاقہ جات میں وارد ہوئے ہوں۔ E. F Night کی کتاب 'Where Three Empires Meet' اور 'Oxus and Indus' میں ان آثار پر بحث موجود ہے۔

مختلف ادوار میں نقل مکانی کے سبب شینا بولنے والوں نے اپنی ہمسایہ زبانوں سے بہت اثر لیا ہے۔ Linguistic research in Gilgit and Hunza: some results and perspectives1985. *Journal of Central Asia* Vol. III: 127-32. میں ڈاکٹر گیارگ بدروس کے مطابق بروشسکی کی ہمسائیگی کے سبب شینا کی صوتی حالت اور گرائمر کچھ Aerial اور typological فرق کے ساتھ بروشسکی سے بہت ملتی جلتی ہے جبکہ شینا اور بروشسکی کا صوتی نظام اور ان دوزبانوں کا pitch accent pattern بھی بالکل ایک جیسا ہے۔ اس لیے ان دوزبانوں نے ایک دوسرے سے الفاظ کی صورت میں بھی بہت کچھ لیا ہے۔ ثقافتی لحاظ سے جب ہم شینا اور بروشسکی کے سوچنے کے عمل کی نچلی تہوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو "بِٹن" اور "دیَال" کی وجدانی شاعری کے شینا Mythemes اور بروشسکی رزمیے کا شینا ہونا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ان زبانوں کا ثقافتی عمل ایک ہی نوع کے سوتے سے پھوٹا ہوگا۔ Heidelberg University کے پروفیسر Dr. Holtzwarth کا کام اس جانب رہنمائی کا بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔

شینا زبان بولنے والوں کا سماجی ڈھانچہ قبائلی رہا ہے۔ ان کی زندگی گلہ بانی کسانی رہی ہے ایسی حالت نے اکثر انہیں تمدن کے مراکز اور شہری زندگی سے دور رکھا ہے۔ وہ اکثر پہاڑوں کی وادیوں میں زندگی

گذارتے رہے ہیں جس کی وجہ سے شینا نے اپنے خاص حالات میں اپنے طور نشو نما پائی ہے۔ ان حالات اور ماحول کو اگر نظر میں رکھا جائے تو شینا بے حد ثروت مند زبان ہے۔ الفاظ کا ذخیرہ بے اندازہ اور فراواں ہے جو اس کی مستقل ترقی کا ضامن ہے۔

کاروباری، تکنیکی اور علمی اصطلاحات شینا بھی دیگر زبانوں کی طرح مستعار لے رہی ہے اور وہ اردو کے ذریعے لے رہی ہے۔

شینا اگرچہ قدیم ہے اس میں کلاسیکی شاعری اور لوک ادب کا بے اندازہ ذخیرہ موجود ہے جو سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔ لیکن تمدنی آسائشوں کے نہ ہونے کے سبب شینا میں تحریر کی صورت بہت دیر بعد پیدا ہوئی۔ ایک نظریہ ابھی حال ہی میں لِپی Lipiکے حوالے سے سامنے آیا ہے کہ شنا بولنے والوں کے کسی تمدنی دور میں لِپی ان کا تحریری نظام رہا ہو۔ سارگن saargin اور نیلوٗ بٹ niilo baṭ کے آثار اس بات کا بخوبی پتہ دیتے ہیں کہ شینا بولنے والے ایک تمدنی دور سے گذرے ہیں لیکن ان کا مذہبی اور تحریری ورثہ زمانے کے دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکا۔

لہٰذا پروفیسر عثمان علی خان کے مطابق شینا کو پہلی بار1893 میں محکمہ بندوبست کے ایک نائب مہتمم امیر سنگھ نے لکھنے کی کوشش کی۔ جبکہ 1915 میں محکمۂ بندوبست کے ایک اور نائب مہتمم ٹھاکر سنگھ نے بھی شینا لکھنے کی بھرپور کوشش کی۔ مگر اس بارے میں باقاعدہ کام کا آغاز1924 میں (T. Graham Baily) ٹی گراہم بیلی نے شینا گرائمر لکھ کر کیا۔ شینا کو باقاعدہ طور پر اردو رسم الخط میں ڈالنے والا پہلا شخص محمد امین ضیا ہے جس نے شینا گرائمر اور شینا صوتیات مرتب کر کے شینا کو ابتدائی باقاعدہ صوتی حروف بہم پہنچائے۔

لیکن صوتیات سے اگلا مرحلہ فونیات Phonemics کا درپیش ہوتا ہے جس کا تجزیہ حاصل ہونے کے بعد ان تمام صوتی آوازوں کو فونیاتی اکائیاں قرار دیا جاتا ہے۔ ان حاصل شدہ صوتی آوازوں کے تجزیے سے میسر

آنے والی فونی اکائیاں کسی زبان کے لفظ کی بناوٹ میں معنوی صورت کی حامل ہوتی ہیں۔ اس بات سے معلوم ہوا کہ صوتی حرف کسی زبان کے لیے معنوی صورت کا درجہ نہیں رکھتا بلکہ کسی زبان میں موجود ایک آواز کی غیر مرتب صورت ہے ۔ اس ضمن میں ان صوتی حروف کو فونی حروف کی صورت دینے والا پہلا شخص بھی محمد امین ضیا ہے جن کی شینا قاعدہ اورگرائمر حوالے کا درجہ رکھتی ہے ۔

شینا صوتیات و فونیات پر جدید لسانیاتی بنیادوں پر کام کا آغاز سمر انسٹیٹیوٹ آف لنگوسٹکس کی ماہر لسانیات کرلا ایف ریڈلاف نے Aspects of the Sounds of Gilgiti Shina, 1999 مرتب کرکے کیا ہے ۔ اب شینا زبان کی پشت پر ایک باقاعدہ تحقیق شدہ صوتیات وفونیات کا کام موجود ہے جس کو سامنے رکھ کر ایک باقاعدہ علم الاصوات پر مبنی لکھائی کے نظام کو تشکیل دیا گیا ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ پڑھائی لکھائی کا نظام فونیات کے مرحلے پر آکر ایک باقاعدہ لکھائی کے نظام کا روپ نہیں دھار سکتا، بلکہ یہ عمل ایک اگلے مرحلے میں داخل ہوتا ہے جہاں اس کا تعلق سماج کی سوچ، اس کے رویے اور اس کی سیاسی تنظیم اور اس سے پیدا ہونے والی فکر سے مربوط ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اس مرحلے میں جمہور کی طرف سے کسی نئے مجوزہ نظام پڑھائی لکھائی کو پزیرائی مل سکتی ہے یا اسے ناپسند کیا جا سکتا ہے۔ اس پزیرائی یا ناپسندیدگی کے عمل کو وقوع پذیر کرنے کے لیے اس سماج کے زبانی روایتی ادب کو جو ان کے حافظے میں کسی حد تک محفوظ ہوتا ہے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر لکھائی کا نظام علم الاصوات پر مبنی نظام ہے تو وہ جمہور کے ذہنی خاصے کی عکاسی کرے گا اور ایک مستقل لفظی شکل کی صورت اختیار کرے گا۔

اس سارے عمل کی ساخت پر غور کیا جائے تو اس کی تقویم کے نتیجے میں وجود میں آنے والا لسانی ماڈل ایک بالکل نئے لسانی ڈسپلن کی شکل میں سامنے آچکا ہے۔ یہ لسانی ماڈل شکیل احمد شکیل نے اپنی تحقیقی کاوش ""شینا زبان—نظام پڑھائی لکھائی کا جائزہ (لسانیاتی، سماجیاتی، نفسیاتی تجزیہ)" کی صورت میں پیش کیا ہے ۔

چنانچہ اس کام نے شینا کو لکھنے کے لیے ''علم الاصوات پر مبنی باقاعدہ لکھنے کا نظام'' بہم پہنچایا۔ اب ہم تاریخ کے اس دھانے پر کھڑے ہیں جہاں سے شینا کے لوک ادب کو تحریر کی صورت دینے اور جدید شینا ادب پیدا کرنے کا سفر شروع کیا جاتا ہے۔

آخر میں مجھے گندھارا ہندکو بورڈ پاکستان اور اس کانفرنس کے منتظمین کی اس بے لاگ کاوش کو خراج تحسین پیش کرنا ہے جس نے پاکستان میں بولی جانے والی بیسیوں زبانوں کے حساس لوگوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کر کے ان کو یک آواز کر دیا ہے،

ہم نے سیکھا ہے آذانِ سحری سے یہ اصول
لوگ خوابیدہ سہی ہم کو صدا دینا ہے

عبدالحفیظ شاکر
نائب صدر: شینا لینگویج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی گلگت
اشتیاق احمد یاد
جنرل سیکریٹری، شینا لینگویج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی گلگت
آفس نمبر 317 ، تھرڈ فلور، قلندر پلازہ سینما بازار گلگت
رابطہ نمبر: 0323-9900095، 0344-9482795، 0346-8488874
Email: ishtiaqyaad@yahoo.com، shakil_shakil@yahoo.com